پاکستان

عیسائیوں کو "دانستہ ایذا رسانی" کا نہیں "پوشیدہ عیارامتیاز" کا سامنا ہے

اسلام کے تحفظ اور ترقی کے لیے وجود میں آنے والے ملک پاکستان میں جس کی 97 فیصد آبادی مسلمان ہے، عیسائیوں کو دانستہ ایذا رسانی کا زیادہ سامنا نہیں ہے بلکہ وہ ایک کم معروف قسم کے عیارانہ امتیاز کا شکار ہیں۔

مائی فینوی وکرز کا کہنا ہے کہ عیسائی پادریوں اور مذہبی کارکنوں کے مقامی لوگوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے با اثر طبقوں اور غریبوں کے ساتھ جو اچھے اور سادہ تعلقات ہیں ان سے میں بے حد متاثر ہوتی ہوں۔ تاہم جن ننوں اور پادریوں سے مجھے اپنے دورے کے دوران ملنے کا اتفاق ہوا انہوں نے بتایا کہ "بہت سے طالبعلم عیسائیت اور چرچ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے رات کے اندھیرے میں ان کے پاس آتے ہیں۔ تاکہ وہ اس نا پسندیدگی اور تنقید سے بچ سکیں جس کا سامنا انہیں اس دورے کے نتیجے میں کرنا پڑسکتا ہے۔

اسلام سے عیسائیت کا رخ کرنے والوں کے لیے یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ کہ انہیں معاشرے سے کاٹ دیا جائے۔ یا وہ اپنی جانوں کے لیے خطرہ تک محسوس کرنے لگیں۔ شمالی پاکستان کے شہر پشاور میں پہنچنے سے ایک ہفتہ پہلے ایک ایونجلیکل عیسائی بہت سی تنبیہوں کے بعد اپنا کوئی نشان چھوڑے بغیر غائب ہوگیا۔ مسز وکرز کے خیال میں کسی مشن کی حامل اقلیت ایسی نہیں ہوتی۔ جیسی کہ کیتھولک چرچ اسے اپنے لیے دیکھنا پسند کرے۔ بلکہ جس شخص سے بھی میری ملاقات ہوئی۔ اس کے پیشِ نظر بنیادی مقاصد میں سے ایک اس گھٹی ہوئی ذہنیت کو ختم کرنا تھا۔

پاکستان میں عیسائیوں کی اکثریت اور خصوصاً کیتھولکوں کا تعلق ہندوؤں اور نچلی ذاتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے ہے (تقسیم کے بعد بہت سے لوگوں نے مذہب تبدیل کیا اور اعلیٰ ذات کے ہندو وسیع پیمانے پر نقل مکانی کر گئے) مثال کے طور پر کیتھولکوں کی ایک بہت بڑی تعداد خاکروب ان پڑھ اور جاہل ہے۔ چرچ، غریبوں کا چرچ ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں مذہبی اور سماجی وجوہ کی بناء پر غربت کو عموماً روحانی ناکامی یا ناکافی ہونے کی علامت اور حقیقی احساسِ کمتری کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ نسل در نسل تعصب، سخت گیر ساخت کے

معاشرے اور جذباتی عقیدۂ تقدیر (زندگی کو عادتاً خدا کی منشا کے حوالے سے دیکھنا) کے نتیجے میں غریبوں میں احساسِ کمتری کا احساس جاگزین ہوتا چلا گیا ہے۔

اپنی ذات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کا نظریہ اجنبی اور غیر حقیقی ہے۔ یہ ان چیلنجوں میں سے ایک ہے جس کا سامنا چرچ کو ہے۔ جبکہ غریبوں سے محبت، اپنے ممبروں کو عزت نفس، اعتماد اور بصیرت دینا اور ایک وجود کے طور پر اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے میں چرچ کی مدد کرنے کے بارے میں سب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ ایک سست اور بتدریج عمل ہے۔ لیکن اس پر پیشقدمی جاری ہے۔

پاکستان کے دیہاتوں اور قصبوں کے عیسائی تعداد میں اپنے کو کم محسوس کرتے ہوئے بستی میں اکھٹے رہنے کا رحجان رکھتے ہیں۔ اس سے انہیں باہمی حمایت، حوصلہ افزائی اور تحفظ ملتا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ چرچ نے ماضی میں بالخصوص تعلیم، صحت اور غریبوں اور پناہگزینوں کی امداد کے سلسلے میں جو خدمات مہیا کی ہیں اور جنہیں وہ اب بھی جاری رکھے ہوئے ہے۔ انہیں ملک کے عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی میں گراں قدر اضافہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

عیسائی سکولوں میں تعلیم کا معیار بہت اعلیٰ ہے اس وجہ سے ان میں نشستوں کی بڑی مانگ رہتی ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ چرچ سے ناوابستہ ایک تاجر نے کیتھولک سکولوں کی شہرت دیکھ کر ایک عیسائی سینٹ کے نام پر ایک مسلم ادارہ قائم کیا اور اس میں داخلوں کا انتظام کرنے کے لیے ایک سابقہ نن کو ملازم رکھا۔ چرچ اپنے ان سکولوں میں تبدیلی مذہب کی کوششوں پر زور دینے کی بجائے قبولیت کی فضا پیدا کرنے کی امید رکھتا ہے۔ ایک ساتھ رہنے اور روزمرہ کی زندگی میں دوسرے کے ساتھ عام مسائل میں مدد ہی ان کے نزدیک بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔

(رپورٹ۔ کیتھولک ہیرالڈ)

انڈونیشیا

قدیم باشندوں کے لیے مکانات اور سماجی مراکز کے منصوبے

جزائر ملوکس کے قدیم باشندے، جنہیں انڈونیشیا کی حکومت نے نظر انداز کر رکھا ہے۔ اپنے خراب رہائشی حالات کی وجہ سے کیتھولک چرچ کے لیے تشویش کا باعث بنے ہوئے ہیں۔